سیلانی ٹرسٹ

بہاولپور کے نزدیک ایک مشہور ریلوے اسٹیشن ہے' سمہ سٹہ۔ ساڑھے تین سو برس قبل یہاں ایک بزرگ رہتے تھے' جن کا نام تھا خواجہ محکم الدین سیلانی۔ خواجہ سیلانی صوفی بھی تھے اور درویش بھی۔ عابدِ شب زندہ دار۔ جتنا عرصہ زندہ رہے خدمت کرتے رہے۔ کسی کو کھانا کھلاتے' کسی کی کفالت کرتے' کسی کو تعلیم دیتے' کسی کیلئے دوا کا بندوبست کرتے۔ خواجہ محکم الدین تو دنیا سے چل بسے لیکن جو شمعیں انہوں نے جلائیں وہ روشن رہیں اور پھر ساڑھے تین سو برس گزرنے کے بعد کراچی کے ایک نوجوان نے فیصلہ کیا کہ وہ بھی خواجہ کے نقشِ قدم پر چلے گا۔ اللہ کے بندوں کی خدمت کرے گا۔ بےلوث' بےغرض۔ بشیر احمد قادری نامی اس نوجوان نے کچھ اور لوگوں کے ساتھ مل کے سیلانی ٹرسٹ کا آغاز کردیا۔ بشیر قادری کی نیک نیتی تھی یا نام کی برکت کہ سیلانی ٹرسٹ چل نکلا۔ لوگ دیوانہ وار عطیات دینے لگے اور خیر کا چشمہ پھوٹ پڑا۔

آج پندرہ برس بعد یہ ٹرسٹ ایک معتبر نام بن چکا ہے۔ ہر روز ایک لاکھ ضرورت مندوں کیلئے کھانا' پانچ ہزار خاندانوں کو ماہانہ وظیفہ' ایک لاکھ بیس ہزار بچوں کی تعلیم کا بندوبست' ہر ماہ تین سو سے چار سو غریب بچیوں کی شادی' روزگار کیلئے بلاسود رکشا سکیم' گیارہ منزلہ عمارت کے ذریعے آسان اقساط پر رہائشی فلیٹ' اڑھائی لاکھ افراد کو صحت کی سہولت' معذور افراد کیلئے بیڈ' وہیل چیئر اور بیساکھیاں' مساجد کی تعمیر و مرمت اور زیبائش' ہزاروں کی تعداد میں پرانے اور نئے کپڑوں کی تقسیم۔ یہ تو وہ ہے جو ہر روز ہوتا ہے لیکن بہت سے خواب ابھی تعبیر کے سفر میں ہیں۔ ان میں ترسیل آب' شجرکاری' یتیم خانہ' اولڈ ایج ہوم' بس سروس' مائیکروفنانس بنک اور یونیورسٹی کا قیام شامل ہیں۔

بشیر قادری کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ؐ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔ ہم نے اسی نسبت سے رفاہ عامہ کے تریسٹھ شعبے بنا رکھے ہیں۔ تجہیز و تکفین' قیدیوں کی مدد' ہنگامی امداد' قدرتی آفات' اجتماعی قربانی' کپڑوں کا بنک۔ نجانے کیا کیا کچھ۔ کراچی کے مشہور علاقہ بہادر آباد کی ایک عمارت میں بیٹھا یہ شخص اخلاص اور سادگی کا مرقع ہے۔ فرش نشینی کے باوجود فرش سے بلند رہتا ہے۔ لوگ اسے احترام سے حضرت صاحب کہتے ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ جس نے اللہ اور اسکے رسولؐ کی اطاعت کی اسے عزت مل گئی۔ جس نے خدمت کا راستہ اپنایا وہ سرخرو ہوا۔ جس نے فلاح کی کوشش کی اس نے فلاح پالی۔

سیلانی ٹرسٹ میں پندرہ سو سے زیادہ ملازم ہیں اور اس کا سالانہ بجٹ دو ارب کے لگ بھگ ہے اور چند ہی سال میں دس بیس ارب پہ جا پہنچے گا۔ جو کام ریاست کے اہل کار نہ کرپائے وہ کام ایک ادارے نے سرانجام دے دیا۔ میرا سوال تھا کہ یہ سب کیسے ہوا۔ ''اخلاص کی دولت ہو تو کچھ بھی ناممکن نہیں''۔ بشیر قادری نے یہ کہا اور بہت محبت سے میری طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس شخص کا ہاتھ کس قدر ریشم تھا۔ اس روز میں نے اور طارق ہاشمی نے کئی گھنٹے چار مینار سے ملحق اس عمارت میں گذارے۔ ہر لمحہ حیرت تھا ہر لمحہ استعجاب۔ جو لوگ خدمت کو اوڑھنا بچھونا بنا لیں وہ ایسے ہی معجزے رقم کرتے ہیں۔ سیلانی ٹرسٹ کی عمارت میں سکون ہی سکون تھا۔ اویس قرنی' فہیم قادری اور بہت سے اور لوگ۔ مجھے لگا کراچی کی پہچان قتل و غارت نہیں' تشدد نہیں' بھتہ نہیں۔ کراچی کی پہچان پہیہ جام نہیں' ٹارگٹ کلنگ نہیں۔ کراچی کی پہچان ایدھی' چھیپا' ایس آئی یو ٹی' انڈس' عالمگیر اور ایل آر بی ٹی ہے۔ کراچی کی پہچان سیلانی ٹرسٹ ہے جس کا دسترخوان بچھتا ہے تو سڑکیں چھوٹی پڑ جاتی ہیں اور ٹریفک رکنے لگتی ہے۔ اس دسترخوان پہ ہر روز ایک لاکھ لوگ کھانا کھاتے ہیں۔ طارق ہاشمی ایک روز سوٹ پہن کے وہاں گیا۔ کھانا بانٹنے والا ٹھٹھکا لیکن اس نے ہاتھ نہیں روکا...... خدمت کرنے والا ہاتھ چھوٹے اور بڑے' امیر اور غریب' کالے اور گورے میں تمیز نہیں کرتا۔ وہ تعصب سے بلند ہوتا ہے۔ وہ سیاست سے بھی بلند ہوتا ہے۔ وہ توڑتا نہیں جوڑتا ہے۔ مرہم رکھتا ہے۔ سایہ بن جاتا ہے اور پھر تنِ مردہ میں روح پھونک دیتا ہے۔ اندھیروں میں روشنی کا ایک دیا ہی کافی ہے۔ یہ دیا اس امر کا اعلان ہے کہ انسان نے ابھی ہار نہیں مانی۔

سیلانی ٹرسٹ دو باتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے...... پہلی بات یہ کہ ہم بطور ریاست ایک ویلفیئر اسٹیٹ تعمیر کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے اور دوسری بات یہ کہ اگر نیت ہو تو ویلفیئر اسٹیٹ کا یہ تصور ناممکن نہیں۔ حکومت کی ناکامی معاشرے کی ناکامی نہیں۔ اگر ریاست اس راز کی تہہ تک پہنچ سکے کہ لوگ ایدھی اور سیلانی کی مدد کیوں کرتے ہیں تو بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں...... لوگ ٹیکس اس وقت دیں گے جب انہیں یقین ہو کہ ان کی رقم معاشرہ کی تعمیر کیلئے صرف ہوگی۔ جب انہیں یقین ہو کہ اس رقم سے چھت کا سہارا میسر آئے گا' بچے کو تعلیم ملے گی' بیمار کو دوا ملے گی۔ سیلانی ٹرسٹ جیسے ادارے جہاں ہمارا اعتماد بڑھاتے ہیں وہیں ریاستی اداروں کو ایک نیا راستہ بھی دکھاتے ہیں۔ اخلاص' دیانت داری' ایثار اور قربانی کا راستہ......

تحریر: ''ڈاکٹر محمد امجد ثاقب''